مشائخ و اکابر علماء دیوبند
اور
زعماء ملت کے مکاتیب

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے نام

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے تلامذہ و مستفیدین اور متعلقین و مخلصین میں محبوبیت عطا فرمائی تھی اسی طرح اپنے معاصرین اور اپنے اساتذہ و اکابرین کے بھی محبوب نظر تھے حضرت شیخ الحدیث کے نام اکابر علماء دیوبند، مشاہیر اساتذہ علم شیوخ، اکابر علماء، فضلاء اور معروف سکالروں و دانشوروں کے خطوط آیا کرتے تھے۔ جو تاریخ ساز شخصیتیں تھیں ان کے کئی خطوط بھی تاریخ ساز ہوتے ہیں ان سے مکتوب نگار کے احساسات اور کئی دوسرے صفات و خصائل کے ساتھ مکتوب الیہ کی شخصیت اور احوال دکوائف نکھرتے ہیں۔ جنہیں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے ملک و بیرون ملک کے شخصیات کے خطوط کو حروف تہجی کے اعتبار سے فائل کرلیا ہے ہر فائل میں دسیوں خطوط ہیں جب کہ فائلوں کی تعداد بھی سینکڑوں ہے۔ جو دارالعلوم اور الحق کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ اس پورے ذخیرۂ مکاتیب پر کام شروع ہے جو ایک ضخیم کتاب کی صورت میں شائع ہوں گے ترتیب وار کتابت کا کام شروع کردیا گیا ہے تاہم ہم نے یہاں اُن مکاتیب میں سے بعض کا بطور نمونہ انتخاب کیا ہے تاکہ ضخامت بھی نہ بڑھنے پائے اور قارئین کو بھی افادہ ہو اور انہیں اپنے ذوق کی تسکین اور دلچسپی کا سامان بھی مل سکے۔

یقین ہے قارئین ہمارے اس انتخاب اور گلدستہ مکاتیب کی قدر کریں گے اس لئے کہ یہ ان لوگوں کے مکاتیب اور خلوص بھری تحریریں ہیں جو علم و عمل، اخلاص للہیت، طہارت و تقویٰ اور ظاہر و باطن کے توافق کے لحاظ سے اپنے زمانے کے ممتاز اور عہد آفرین شخصیات اور کی حیثیت رکھتے تھے ان مکاتیب سے حضرت شیخ الحدیث رحمہ کی سوانح اخلاق، علمی عظمت، دارالعلوم حقانیہ اور اس کیساتھ زعماء ملت کے قلبی تعلق، دعاؤں و توجہات ادارہ اور خود حضرت شیخ الحدیث کی خدمت دین، وسعتِ تعلق، احترام اساتذہ واکابر، شان محبوبیت اور ارباب علم و فضل سے تعلقات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ مکتوبات پر حواشی مولانا سمیع الحق کے ہیں اور " س " سے اشارہ ان کی جانب ہے یہ حواشی کافی عرصہ قبل لکھے گئے ہیں۔ (ع ق ح)

مکاتیب طیب

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

> حضرت حکیم الاسلامؒ کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے نام خطوط اور روح پرور مکاتیب بھی ایک مستقل ضخیم کتاب بن سکتے ہیں مگر زیر کے مجموعہ ضخامت کے پیش نظر بعض اہم مکاتیب کا انتخاب کیا جارہا ہے۔

(۱)

گرامی خدمت جناب مولانا عبدالحق صاحب زید مجدہٗ

بعد سلام مسنون آنکہ گذشتہ چند ماہ کے عرصہ میں جناب نے جس محنت اور تعلیمی سلسلہ میں حسنِ کارکردگی کا ثبوت دیا ہے خدامِ دارالعلوم اس کی قدر کرتے ہیں۔ اور آئندہ کے لئے جناب سے اچھی توقع رکھتے ہیں ایسی حالت میں بے انصافی ہوگی۔ اگر ایسے حضرات کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے چنانچہ جناب کی قابلیت شہرت اور مقبولیت کے پیش نظر یکم محرم الحرام ۱۳۶۳ھ سے جناب کو مستقل کیا جاتا ہے۔ اور یکم ہی سے جناب کی اصلی تنخواہ مبلغ ساٹھ روپے ماہوار جاری کی جاتی ہے۔ اطلاعاً تحریر ہے۔

(۲)

محترم و معظم حضرت الاستاذ مولانا عبدالحق صاحب زید مجدکم السامی

السلام علیکم۔ گرامی نامہ نے سرفراز فرمایا۔ الحمدللہ آپ کے بے ریا خلوص جذبۂ خدمت اور سمع و طاعت کا اعتراف میرے صحیفۂ قلب پر ثبت ہے آپ کی ذات میرے لئے ایک نمونہ ہے۔ اگر ہم سب دارالعلوم کے دائرہ میں ایسا ہی نمونہ پیش کریں۔ تو ہماری ترقی کا دائرہ بہت وسیع ہو جائے۔

مجلسِ انتظامیہ نے آپ کی استقلال کی پرزور سفارش کی ہے۔ امید ہے کہ شوریٰ میں قطعی کامیابی ہوگی ——— بحمدللہ خاندان میں خیریت ہے۔ دارالعلوم میں صحت کی رفتار اچھی ہے۔ شہر میں ہیضہ کے واقعات ہو رہے ہیں۔ دعا سے مجھے خبر فرمایئے۔ محمد اعظم سلمہ کی حالت اب پہلے سے بہتر ہے

عزیزی قاری محمد سالم سلام عرض کرتا ہے۔ حضرت والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون واستدعاد عاعرض فرما دیجئے۔ ۱۷/۹/۶۲ھ

(۳)

برادرم محترم زید مجدکم السامی

بعد سلام مسنون عرض ہے۔ گرامی نامہ مورخہ ۶/۱۰/۶۲ھ موصول ہو کر کاشف حالات ہوا۔ آپ عریضہ دیکھ کر روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ ۱۶-۱۷ سے اسباق شروع ہو جانے کا احتمال اور سعی بھی ہے۔ اس لئے پہلے پہنچ جانا ضروری ہے۔ میرا عریضہ آپ کو انشاء اللہ پرسوں گیارہ شوال کو مل جاوے گا۔ آپ جمعہ تک دیوبند پہنچ جائیں، اسباق سے پہلے امتحان داخلہ وغیرہ کی ضروریات میں بھی حضرات اساتذہ کی شرکت ضروری ہوتی ہے۔ والد صاحب قبلہ کی خدمت میں سلام نیاز حضرت نائب[1] صاحب اور دوسرے حضرات سلام فرماتے ہیں۔ ۹/۱۰/۶۲ھ

(۴)

حضرت المحترم زید مجدکم السامی

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ بحمد للہ مع الخیر رہ کر متدعیٔ خدمت مزاج گرامی ہوں۔ دار العلوم کی بعض ضروریات کے سلسلہ میں جناب سے چند امور میں گفتگو کرنی ہے۔ اور اس میں عجلت بھی ہے۔ اس لئے درخواست ہے کہ جناب پہلی گاڑی سے دیوبند کا قصد فرمالیں۔ اور عریضہ ملاحظہ فرماتے ہی روانہ ہو جائیں۔ آمد و رفت کا کرایہ یہاں پہنچ کر ادا کیا جائے گا۔ اس عریضہ کو اہم سمجھیں اور مہربانی فرما کر روانگی میں عجلت سے کام لیں۔ یہاں کے دوسرے اکابر کے مشورہ سے یہ عریضہ تحریر کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ اور عریضہ دیکھتے ہی قصد فرمایا جاوے گا۔ والسلام ۱۰/۱۰/۶۲ھ

(۵)

حضرت المحترم زید مجدکم

بعد سلام مسنون عرض ہے۔ کل ایک عریضہ ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ جس میں تشریف آوری کے لئے استعجال ظاہر کیا تھا۔ اب زیادہ عجلت نہیں رہی۔ اس لئے کافی غور و خوض کا موقع ہے۔ چونکہ ابتدائی عریضہ مجمل صرف طلب پر مشتمل تھا۔ اور کل کے عریضہ میں مقصد بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ اس لئے جناب بھی غور فرمالیں۔ اور میرے عریضہ کا انتظار فرمالیں۔

حضرت والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے اور مزاج پرسی فرما دیجئے مفصل عریضہ دوسرے وقت روانہ کروں گا۔ (۱۱/۳/۶۲)

(۶)

محترم المقام زید مجدکم

بعد سلام مسنون عرض ہے۔ کہ بحمد اللہ یہ احقر مع الخیر رہ کر متدعی خیریت مزاج گرامی ہے دار العلوم میں اسباق شروع ہو چکے ہیں۔ لیکن آپ[2] کے اور مولانا عبد الحق صاحب[3] نافع اور مولانا محمد شریف[4] کے نہ پہنچنے سے سخت ہرج اور نقصان واقع ہو رہا ہے۔ دار العلوم کی ضروریات کے پیش نظر یہ تجویز ذہن میں آئی ہے۔ کہ آپ اور دو حضرات وہ باہم مراسلت کے بعد کوئی تاریخ متعین فرمالیں اور اس تاریخ میں لاہور پہنچ جائیں۔ لاہور سے ایک تو ہوائی جہاز کی سروس دہلی کو چلتی ہے۔ جس میں عام لوگ سفر کر سکتے ہیں۔ لیکن اس میں آپ کا آنا کسی طرح مناسب نہیں ہوگا۔ کہ وہ آپ کو دہلی پہنچائے گی۔ اور دہلی خود خطرناک حالات سے گذر رہی ہے۔ نیز دہلی سے دیوبند پہنچنا بھی بحالات موجودہ سخت مشکل اور خطرناک ہے۔ البتہ لاہور کے با اثر افراد کی کوشش سے فوجی جہاز میں آپ کو جگہ مل جائے تو وہ لاہور سے آپ کو سہارنپور پہنچا دے گا۔ سہارنپور سے دیوبند کا سفر بھی گو کس حد تک مشکل ہے۔ لیکن بہر حال آمد و رفت جاری ہے۔ اور آپ حضرات کا پہنچنا انشاء اللہ ممکن ہو سکے گا۔ لاہور سے سہارنپور تک کے ہوائی جہاز کے کرایہ میں ریل کے تھرڈ یا انٹر کلاس کا کرایہ جو آپ دیں گے۔ آپ کے حساب میں وضع کر کے زائد صرفہ مدرسہ ادا کرے گا۔ امید ہے کہ آپ تینوں حضرات باہم مراسلات کے بعد لاہور پہنچنے کی کوئی تاریخ متعین فرمالیں گے۔ اور لاہور کی اس سعی کی بابت بھی اس میں مشورہ فرمالیں گے۔ اور اگر ارادہ تشریف آوری کا کیا جائے گا۔ تو بذریعہ ہوائی ڈاک یا تار اس کی مجھے اطلاع دی جائے گی۔

مولانا عبد الحق صاحب نافع اور مولانا محمد شریف کا پتہ آپ کو لکھ رہا ہوں۔ تاکہ آپ ان سے براہ راست خط و کتابت کر سکیں۔ مجھے توقع ہے کہ مدرسہ کی موجودہ ضروریات کے پیش نظر آپ بنام خدا سفر کا ارادہ فرمالیں گے۔ اور

---

[1] مولانا مبارک علی رحمہ اللہ نائب مہتمم المتوفی ۱۳۸۸ھ ۱۳۵۰ھ تا وفات نائب مہتمم رہے۔

[2] ۱۹۴۷ء کے ہولناک واقعات نے تقسیم کی شکل میں راستے مسدود کر دیئے۔ مکتوب الیہ مدظلہ بھی تعطیلات رمضان ۱۳۶۶ھ میں گھر تشریف لائے تھے۔ ان تینوں جید اساتذہ سے یکایک دار العلوم میں جو کمی واقع ہو رہی تھی اس کا پر کرنا امر دشوار تھا۔ اس خط میں بلکہ تقسیم کے بعد بھی کافی عرصہ تک دار العلوم دیوبند سے کافی کوشش جاری رہی کہ یہ حضرات کسی طرح وہاں پہنچ کر تدریسی کام دوبارہ شروع کر سکیں۔ مگر حالات کے غیر یقینی اور مخدوش ہونے کی وجہ سے حضرت مکتوب الیہ مدظلہ کے والد بزرگوار مرحوم ایسے حالات میں دیوبند جانے کی اجازت دینے پر آمادہ نہیں ہو رہے تھے۔ ادھر مشیت ایزدی کو اسی سرچشمۂ فیض سے دار العلوم حقانیہ کی شکل میں ایک نہر جاری کرانا منظور تھا۔ اور بہت جلد بغیر اسباب وسائل پردۂ غیب سے یہ دینی ادارہ ظہور پذیر ہو گیا۔ (س)

[3] علامہ مولانا عبد الحق نافع کاکاخیل

[4] حال شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان۔ (س)

حق تعالیٰ کے فضل وکرم سے یقین ہے۔ کہ وہ بخیریت آپ کو منزلِ مقصود تک پہنچا دے گا۔ دارالعلوم میں بحمداللہ خیریت ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی بخیریت ہوں گے۔ والسلام ۳۰ ۱۰/۶۶ ھ

دونوں حضرات کے پتے۔

۱۔ مولانا عبدالحق نافع۔ مقام زیارت کاکا صاحب تحصیل نوشہرہ صوبہ سرحد

۲۔ مولانا محمد شریف صاحب کشمیری۔ مقام رام۔ پتن کیٹر پوسٹ پلندری ریاست پونچھ کشمیر۔

۷

حضرت المحترم زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ صادر ہوا۔ آپ کی خیریت سے اطمینان ہوا۔ دارالعلوم میں بحمداللہ تو اس پورے[1] دورِ اطمینانی میں امن و اطمینان رہا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے۔ ضلع سہارنپور میں مختلف مواقع پر ہنگامے اور فسادات ہوئے۔ مگر اب پندرہ بیس دن سے الحمدللہ کلی امن وسکون ہے۔ سہارنپور کے موجودہ کلکٹر نے نہایت تندہی اور تدبّر سے کام لیا اور اکرم امن قائم کردیا۔ اب تقریباً پورے ملک میں بہ نسبت سابق کے امن واطمینان ہے۔ جو کمی ہے وہ بھی انشاءاللہ تعالیٰ آپ حضرات کی دعاؤں اور توجہات سے پوری ہو جائے گی۔ اس دور بے امنی میں البتہ جو جانیں آبرویئں، اموال تلف ہوئے ان کا کوئی تدارک نہیں ہے۔ سب سے زیادہ صدمہ دہلی اور مشرقی پنجاب کی تباہی کا ہے۔ صوبہ کا صوبہ ہی اکھڑ گیا۔ دہلی گیارویں مرتبہ اجڑی۔ اور اس کے آثار تمدن برباد ہوئے۔ مگر یہ محض اللہ کا فضل ہے۔ کہ دارالعلوم اور اس کے کاموں پر کوئی آنچ نہیں آئی۔ بحمداللہ تعالیٰ تعلیم کا کام بدستور سابق جاری ہے۔ البتہ آپ حضرات کی کمی محسوس ہو رہی ہے آپ کے اسباق باہم بانٹ لئے گئے ہیں۔ دارالعلوم کے اجزاء و اعضاء نے قیامِ امن کے لئے کافی مساعی کیں اور فسادات کے رخنے بند کیے والحمدللہ۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کلی امن وسکون دے اور فرقہ وارانہ فسادات سے نجات عطا فرمائے ملک کے ہر فرد کو حقیقی آزادی اور حقیقی آسائش میسر آئے آمین۔ آپ حضرات بہرحال قیامِ امن کے بعد ہی تشریف لا سکتے ہیں۔ دونوں حکومتیں غالباً اس کی سعی تو کر رہی ہیں۔ کہ یہ موانع اٹھ جائیں۔ اور اس کے ساتھ سفر شروع ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کو درست فرمادیں اور ملک کا ہر ہر فرد اس سعی میں لگ جاوے کہ اس ملک سے منافرت دور کرنی ہے۔ اور امن واتحاد پیدا کرنا ہے۔ اب تک کی پیدا کردہ منافرت[2] نے ملک کو سخت نقصان پہنچایا ہے سیدین مرحومین[3] کا حادثہ حقیقتاً شدید ہوا۔ اللہ کی مرضی تھی۔ مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ دعا میں یاد فرمایا جاوے۔ والسلام ۲۳ ۱/۶۷ ھ

۸

حضرت مخدومی المحترم زید مجدکم

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ گرامی نامہ نے مشرف فرمایا یاد آوری کا ممنون ہوں۔ آپ حضرات کی جدائی شاق ہے۔ مگر مجبوری ہے کیا کیا جاوے۔ تعلیمی سلسلہ میں آپ کے نہ ہونے سے خصوصاً کمی محسوس ہو رہی ہے۔ تاہم اسباق کا بندوبست کر لیا گیا ہے۔ اس سال تو گویا تشریف آوری مشکل ہی ہے۔ وقت بھی تعلیم کا اب دو ہی ماہ رہ گئے ہیں۔ حق تعالیٰ عافیت رکھے تو سالِ آئندہ ہی انشاءاللہ آمد ہو گی۔ پرسانِ حال حضرات کی خدمت میں سلام مسنون۔ یہاں بحمداللہ بہمہ وجوہ خیریت ہے۔ کل[4] سالم سلمہ کا نکاح ہے بعد جمعہ۔ دعا خیر وبرکت فرمائیے۔ متعلقین کی خدمت میں سلام مسنون۔

طلبہ[5] کی جمعیت کی طرف رسالہ دارالعلوم[6] کا شکریہ پہنچا تھا۔ ان سب سے میرا اسلام فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں علم نافع عطا فرمادے۔ ۱۳ ۲/۶۷ ھ

۹

حضرت مولانا المحترم دام مجدکم

سلام مسنون! کئی دن ہوئے آپ کا خط ملا تھا۔ میں اسی دوران میں عدیم الفرصت رہا۔ اور چند سفر بھی پیش آگئے۔ اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی۔ آپ نے اپنے وطن میں جو مدرسہ[7] قائم فرمایا ہے اس کے حالات معلوم کرکے مجھے دلی مسرت ہوئی۔ دل وجان سے دعا کرتا ہوں کہ حق تعالےٰ اس مدرسہ کو ترقی عنائت فرمادے۔ آپ حضرات کو دینی اور علمی خدمات کی زیادہ سے زیادہ توفیق میسر ہو۔ اور عام مسلمان دینی علوم سے بہرور ہوں حسب المطلب فارم جدید[8] وقدیم آج کی ڈاک سے ارسال ہے، دستور جدید ابھی تک طبع نہیں ہوا

---

[1] تقسیم پاک وہند کا پُرآشوب زمانہ۔ "س" [2] اور اب تو اس منافرت کے عفریت کی تباہ کاریاں روزِ روشن کی طرح ظاہر و باہر ہو چکی ہیں

[3] دیوبند کے شرفاء میں سے تھے اور حضرت قاری صاحب مدظلہ کے قریبی رشتہ دار تھے اس پرآشوب دور میں ہنگاموں کے دوران جامِ شہادت نوش کیا، ایک کا نام سید محتشم تھا۔ دوسرے بھی ان کے سگے بھائی تھے جن کا نام اس وقت معلوم نہ ہو سکا۔

[4] حضرت مدظلہ کے بڑے صاحبزادے مولانا قاری محمد سالم قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند۔

[5] دارالعلوم حقانیہ کی جمعیۃ الطلبہ مراد ہے۔ [6] دارالعلوم دیوبند کا علمی ودینی ترجمان ماہنامہ دارالعلوم۔

[7] دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ [8] مدرسہ کے تمام دفتری اور انتظامی امور کو مادر علمی دیوبند ہی کی نہج پر چلانا تھا۔ اور اس سلسلہ میں اس طرح کا غذات طلب کیے جاتے تھے۔

طباعت کے بعد ارسال خدمت ہوگا۔ دارالعلوم میں الحمدللہ خیر و عافیت ہے جناب نائب مہتمم صاحب، اہل دفتر اور تمام پرسانِ حال حضرات سلام فرماتے ہیں۔ اپنی خیریت اور حالات سے گاہ بگاہ اطلاع فرماتے رہیں۔ والسلام، ۱۱/۴/۶۸ھ

(۱۰)

محترم المقام زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ گرامی نامہ نے مجھے ممنون فرمایا۔ آپ کی یادآوری اور محبت و خلوص سے بیحد خوشی ہوئی۔ حق تعالیٰ آپ حضرات کے اس تعلق و محبت کو قائم رکھے۔ اور آپ کا یہ محبوب ادارہ ہمیشہ آپ کی خدمات انجام دیتا رہے۔ یہاں بحمداللہ خیر و عافیت ہے۔ اور حالات روبہ اعتدال ہیں۔ دارالعلوم میں سب اساتذہ و طلبہ عافیت سے ہیں۔ جملہ پرسانِ حال حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ امید ہے۔ کہ آپ کے مزاج بخیر ہوں گے۔ والسلام ۱۳-۱-۶۹ھ

(۱۱)

حضرت المحترم زید فضلکم۔

بعد سلام مسنون عرض ہے۔ احقر بحمداللہ مع الخیر ہے۔ امید ہے کہ مزاج گرامی مع متعلقین بعافیت ہوگا۔ عرصہ سے ارادہ کر رہا تھا۔ کہ مافی الضمیر لکھوں۔ مگر سہو و نسیان کا اللہ بھلا کرے۔ اس محنت سے سبکدوشی رہی۔ آج ایک محرک پیدا ہوگیا۔ اس لئے عرض کرنے کی نوبت آگئی۔ مجھے ایک چوغہ یا لمبے کوٹ کی ضرورت ہے جو عموماً اونی پٹو کے بنے ہوئے ہوتے ہیں اون پر آستین اور پشت اور سامنے ساز بھی سلا ہوا ہوتا ہے۔ میرے پاس چترال کے پٹو کا ایک چوغہ ہے ابھی مگر وہ پندرہ سال کے استعمال سے اب ناقابلِ انتفاع ہوگیا ہے۔ نئے کی ضرورت ہے کہ یہ چوغے عموماً شتری رنگ کے ہوتے ہیں اس لئے حسب ذیل امور کی رعایت فرما کر ایک چوغہ خرید لیا جائے۔ چوغہ کا رنگ وہی شتری ہو یا بادامی رنگ کا مائل بسفیدی یا سرمئی رنگ جو مائل بسفیدی ہوتا ہے۔ اور اس پر جس ساز یعنی حاشیہ پر بیل داغ اور دامنوں کے کونوں پر جو (.....؟.....) سلے ہوئے ہوتے ہیں۔ چوغہ کے رنگ سے الگ اور ممتاز ہوں۔ یعنی کپڑے اور ساز کا رنگ ایک نہ ہو، ورنہ وہ ساز نمایاں نہیں رہتا۔

چوغہ کا انداز شیروانی کا سا ہو۔ مگر گھیر یعنی دامنوں کی چوڑائی کافی ہو۔ گھیر اچھا ہو۔ اس میں چار جیبیں ہوں دو نیچے مگر دو سامنے نہ ہوں۔ بلکہ ان کا دہانہ پہلو میں ہو۔ اور دو سینہ پر جس میں گھڑی وغیرہ رکھی جا سکے میرا بدن آپ کے بدن ہی کی پیمائش کا ہے۔ لہٰذا آپ پہن کر اپنے بدن سے اسے مطابق فرمالیں۔ اکثر بنے بنائے بھی مل جاتے ہیں۔ یا بنوا لیا جائے۔ اس کی جو قیمت ہو بندہ کو لکھ دیا جائے وہ آپ کے پاس پہنچ جائے گی۔ چوغہ کے بھیجنے کی صورت یہ ہے کہ جناب یہ چوغہ حسب ذیل پتہ پر بھجوا دیں۔ وہاں سے میرے پاس پہنچ جائے گا۔ بشرطیکہ مارچ کے مہینے کے اندر اندر لائل پور پہنچ جائے

حضرت مولانا محمد صاحب لائل پور محلہ سنت پورہ مدرسہ تعلیم الاسلام۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ جب سے یہ چترالی چوغہ پھٹا، روئی کا چوغہ نہیں پہنا جاتا۔ اس لئے تکلیف دی گئی۔ تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ سب حضرات اساتذہ کی خدمت میں سلام مسنون۔ والسلام امید ہے کہ جواب سے سرفراز فرمایا جائے گا ۹/۵/۷۲

(۱۲)

حضرت المکرم المحترم زید فضلکم۔

سلام مسنون نیاز مقرون کے بعد عرض ہے کہ بحمداللہ مع الخیر رہ کر مستدعی خیریت مزاج گرامی ہوں۔ آج بذریعہ بھائی محمد اختر صاحب لاہور سے چوغہ پہنچا تبرک بھی ہے، تزئین بھی ہے، تجمل بھی ہے اور تذکرہ بھی ہے۔ انتہائی خوشی و مسرت ہوئی۔ جناب کا اتنی توجہ فرمانا اور زحمت فرمانا باعث مسرت و ابتہاج ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب میں بلندی اور ترقی عطا فرمائے۔ بدن پر بھی مطابق آیا۔ ہر طرح سے اعلیٰ و بہتر ہے۔ اب بے تکلف عرض ہے کہ اس کی قیمت بھی تحریر فرما دی جائے۔ یہاں بحمداللہ تعالیٰ بہمہ وجوہ خیریت ہے۔ نائب صاحب سلام فرماتے ہیں۔ اور سب طرح خیریت ہے۔ پرسانِ حال حضرات کی خدمت میں سلام فرما دیں۔ آپ حضرات کی جدائی واقعہ یہ ہے، شاق ہے، مگر مرضیٔ خداوندی مدرسہ میں خیریت ہے مدرسہ حقانیہ کے حضرات کو سلام مسنون اور استدعا دعا۔ والسلام ۱۶/۳/۷۲ھ

(۱۳)

حضرت المخدوم المحترم زیدت معالیکم۔

سلام مسنون نیاز مقرون۔ آں محترم کے کئی والا نامے شرف صدور لائے اور احقر نے جوابات تحریر کر کے سپرد ڈاک کیے۔ مگر اس والا نامہ سے جو ۱۰ر شوال ۱۳۷۲ھ کا تحریر فرمودہ ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ میرے عرائض دستیاب نہیں ہوئے۔ مخدوما! بندہ تو آپ حضرات کی زیارت کا خود خواہش مند ہے مگر آپ حضرات گھر بلاتے ہیں۔ اور گھر کے دروازہ پر مضبوط قسم کا قفل لگا کر جب ویزہ نہ ملے تو حاضر کس طرح ہوں۔ گزشتہ سال ذی قعدہ کے مہینہ میں ویزہ ملا تھا۔ مگر کئی ماہ کی سعی کے بعد اس سال وہ سعی جو کئی ماہ سے جاری ہے بے سود ثابت ہوئی۔ اس لئے بجز حسرت و افسوس اور کیا کیا جائے۔ میری غرض پاکستان حاضر ہونے سے آپ ہی بزرگوں کی زیارت اور اقرباء سے ملاقات ہوتی ہے، میں تو دل و جان سے حاضری کے لئے مستعد ہوں۔ مگر میرے بس میں کچھ نہیں۔ اس وقت سعی بھی نہیں ہو سکتی، کیونکہ امسال حج کا قصد ہے۔ انشاءاللہ وسط ذی قعدہ میں دیوبند سے روانگی ہوگی۔ جس کے کل ستائیس اٹھائیس دن باقی ہیں۔ اس لئے اب جو بھی سعی ویزہ کے لئے ہو سکتی ہے وہ حج سے واپسی کے بعد ہی ممکن ہے۔ دعاء فرما دیں کہ حق تعالیٰ حج مبرور کے ساتھ مع الخیر واپسی نصیب فرما دیں۔ اور پھر آپ حضرات کی زیارت کا موقع بھی عطا فرما دیں۔ ڈیرہ غازی خاں سے بڑی لڑکی اور کراچی سے چھوٹی لڑکی

بار بار لکھ رہی ہیں۔ انہیں بھی یہی لکھا ہے کہ تم لوگ اگر یہاں آسکو تو آکر مل جاؤ۔ میری حاضری سر دست جوئے شیر لانے کے برابر ہو رہی ہے۔ بہر حال دعا کا خواستگار ہوں۔ اور زیارت کا خود طلبگار پرسانِ حال حضرات کو سلام مسنون عرض ہے۔ امید ہے کہ مزاج سامی بعافیت ہوگا۔ والسلام ۱۸/۱/۷۷ھ

(۱۴)

حضرت المحترم زید مجدکم۔

سلام مسنون، نیاز مقرون۔ تعزیت نامہ باعثِ تسلی ہوا۔ آپ نے اس ہمہ گیر غم میں [1] ہم لوگوں کو یاد رکھا۔ اور ہمارے شریکِ غم ہوئے اس کا دلی شکریہ قبول فرمایئے۔ آپ کے پیغامِ تعزیت سے مجروح دلوں کو بہت تسلی اور تسکین حاصل ہوئی۔ حق تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، حضرت مدنی کو اعلیٰ علیین میں مقام کریم بخشے پسماندوں کو صبرِ جمیل دے، اور دار العلوم اور ملک کو حضرت کا بدل نصیب فرمادے آمین۔ امید ہے کہ مزاجِ گرامی بعافیت ہوگا۔ والسلام۔

(۱۵)

نحمدہٗ و نصلی۔

حضرت المخدوم المحترم زید مجدکم السامی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ـــــ مکرمت نامہ مع عیادتِ سالم [2] و مسودۂ تقریر [3] شرفِ صدور لایا۔ ہدیہ مسودہ [4] کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں، وہاں کی قیام میں سیری نہیں ہوئی۔ آپ کو حق تعالیٰ نے جن امورِ خیر کی توفیق عطا فرمائی ہے، وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ حق تعالیٰ برکت دے اور دار العلوم حقانیہ کو روز بروز ترقیات عطا فرمائے۔

مسودۂ تقریر پہنچ گیا ہے، اس قیام کے دوران میں بہت ہی مشکل معلوم ہو رہا ہے۔ کہ میں اس مسودہ کو دیکھ سکوں۔ ہر وقت لوگ گھیرے رہتے ہیں یا پھر جلسے اور مجامع ہیں، تاہم سعی کروں گا۔ کہ اس قیام کے دوران اس مسودہ کو دیکھ سکوں۔ اگر دیکھ پایا تو بذریعہ ڈاک رجسٹری کر دوں گا۔ صاحبزادہ [5] صاحب کی خدمت میں سلام مسنون، چوغہ کا بہت بہت شکریہ عرض ہے۔ دعا کا مستدعی ہوں۔ والسلام۔ ۳۱/۱/۵۸ھ

(۱۶)

حضرت المحترم زید مجدکم السامی۔

سلام مسنون نیاز مقرون ـــــ تقریر کا مسودہ نظرثانی کرنے کے بعد ارسال ہے۔ کاتب نے نہایت ہی ظلم کیا کہ چھوٹے چھوٹے اوراق پر مسودہ لکھا، نہ حاشیہ چھوڑا نہ صفحہ پڑا رکھا۔ اس لئے مجھے حذف و ازدیاد میں سخت دشواری پیش آئی، پھر میری تعبیر پوری طرح ادا نہیں کی اس لئے گویا مجھے سارا مسودہ از سرِ نو خود ہی لکھنا پڑا۔ تاہم باوجود غیر معمولی مصروفیت کے رات دن لگ کر اسے مرتب کیا۔ کئی راتیں ایک ایک بجے اور دو دو بجے تک جاگ کر مسودہ میں ترمیمات کیں، کیونکہ دن میں لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔ رات ہی کو کچھ وقت ملتا تھا۔ اب آپ اسے نہائت احتیاط سے صاف کرائیں سمجھدار قسم کا کاتب ہوگا تو لکھ سکے گا۔ اور پھر مقابلہ کرایا جائے، تب کاتب کاپی نویس کے حوالہ کی جائے، نام اس کا "انسانی فضیلت کا راز" مناسب ہوگا۔ یا جو آپ حضرات مناسب سمجھیں، ریل پر جانے میں صرف دو گھنٹہ باقی ہیں اس لئے بعجلت عریضہ لکھ کر مع مسودہ کے رجسٹری ارسال ہے، سب سے سلام، امید ہے دیوبند مطلع فرمادیں۔ والسلام ۱۶/۱۱/۵۸ھ

(۱۷)

نحمدہٗ و نصلی ـ حضرت المحترم المعظم زیدت معالیکم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ: گرامی نامہ میں احقر کے سفرِ اکوڑہ خٹک کی تفصیلات دریافت فرمائی گئی ہیں۔ بجواب مکرمت نامہ [6] عرض ہے کہ عرصہ سے حضرت مولانا عبد الحق صاحب زید مجدہٗ مہتمم دار العلوم حقانیہ یاد فرما رہے ہیں کہ میں اکوڑہ کے اس دار العلوم کے سالانہ جلسہ میں شرکت کروں۔ دیوبند بھی مولانا کے کئی والا نامے پہنچے۔ بندہ نے بھی بشرطِ حاضری پاکستان وعدہ کر رکھا تھا۔ کہ ضرور حاضری کی سعادت حاصل کروں گا۔ چنانچہ کراچی پہنچتے ہی

---

[1] حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ العزیز سانحۂ ارتحال پر تعزیتی خط کے جواب میں جو علم و عرفان جہاد و عزیمت کی دنیا کے لئے ایک ہمہ گیر و عالم گیر غم کا واقعہ تھا۔ "س" [2] حضرت مولانا محمد سالم قاسمی حضرت قاری صاحب مدظلہٗ کے فرزندِ اکبر حال مدرس دار العلوم دیوبند۔ (س)

[3] دار العلوم حقانیہ کے تاریخی اجلاس دستار بندی، مورخہ ۷، ۸ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۰-۲۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں حضرت حکیم الاسلام نے رات کی نشست میں علم کی فضیلت اور انسانیت کے امتیاز اور شرافت کے موضوع پر ایک نہایت ہی عالمانہ تقریر فرمائی جسے مولانا شیر علی شاہ نے حتی الوسع قلمبند کرنے کی سعی کی پھر حضرت مدظلہٗ کی خدمت میں نظرثانی کے لئے بھیجی گئی، حضرت نے باوجود گوناگوں مصروفیات کے نظرثانی ہی نہیں بلکہ اپنے الفاظ میں گویا سارا مسودہ از سرِ نو خود ہی لکھ دیا۔ اور اس کا عنوان "انسانی فضیلت کا راز" تجویز فرمایا، جسے احقر نے عنوانات وغیرہ کے ساتھ شائع کیا۔ (س) [4] احقر راقم الحروف (س)

[5] مولانا محمد سالم صاحب کیلئے۔ [6] یہ خط مشہور عالم اور مجاہدِ جنگِ آزادی مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی مرحوم کے نام لکھا گیا ہے۔ پچھلے خط میں حضرت کی آمد دار العلوم حقانیہ کا ذکر آیا ہے ان کے واپس جانے پر ایک مقامی مدرسہ نے حسبِ معمول قاری صاحب مدظلہٗ کی رپورٹنگ ایسے انداز میں کی کہ سب کچھ اپنے کھاتہ میں بلا وجہ ڈالنے کی سعی کی گئی تھی۔ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی مرحوم بھی جلسہ دستار بندی میں حسبِ معمول شریک تھے انہوں نے اخبارات میں یہ غلط رپورٹنگ پڑھی اور قلبی تعلق و محبت کی بنا پر اسکی وضاحت قاری صاحب مدظلہٗ ہی سے کروائی۔ یہ خط ترجمانِ اسلام میں بھی شائع کرولیا۔ اور پھر اصل خط کو اپنے مکتوب ۱۶/۷ کے ساتھ ناچیز کے نام ارسال فرمایا۔

احقر نے اطلاع دی۔ مگر دارالعلوم کا جلسہ یکم نومبر ۱۹۵۸ء کو طے شدہ تھا۔ جس کا اخبارات میں اعلان بھی شائع ہو چکا تھا، ان تاریخوں میں میری شرکت کی کوئی صورت نہیں تھی۔ کہ میں ۲۱ اکتوبر کا دن وہاں گزار سکوں۔ حضرت مولانا نے بکمال عنایت جلسہ کی شائع شدہ تاریخوں کو منسوخ کر کے جلسہ کی تاریخیں ۲۱، ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء رکھیں۔ اور دوبارہ اعلانات جاری کیے۔ چنانچہ احقر ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو شب میں اکوڑہ پہنچا۔ اسٹیشن پر دارالعلوم حقانیہ کے تمام اساتذہ اور طلبہ موجود تھے۔ انتہائی محبت و خلوص سے خیر مقدم فرمایا۔ اور میں دارالعلوم کی نو تعمیر شدہ عمارت میں فروکش ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ جب دعوت نامہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی طرف سے پہنچا تھا۔ تو قیام دارالعلوم ہی میں ہو سکتا تھا۔ کہیں اور ٹھہرنے کے کوئی معنے ہی نہ تھے۔ اکوڑہ کی حاضری کا مقصد بھی محض دارالعلوم ہی کے جلسہ کی شرکت تھی۔ تقریباً چوبیس گھنٹہ قیام رہا۔ اور یہ مدت دارالعلوم ہی میں گزری۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو شب کے اجلاس میں حسب پروگرام شرکت ہوئی اس نشست میں دارالعلوم کے تقریباً ۶۰ سو فارغ شدہ فضلاء کی دستار بندی ہوئی وہ احقر کے ہاتھوں عمل میں آئی دستار بندی کے بعد تقریباً تین گھنٹہ احقر کی تقریر ہوئی۔ جسے دارالعلوم کے فضلاء نے قلمبند کیا۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے تقریر کا یہ مسودہ آدمی کے ہاتھ میرے پاس لاہور بھیجا ہے تاکہ احقر اس پر نظر ڈال کر اس میں ضروری ترمیم و اصلاح کرے۔ دارالعلوم اس کے شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ بہرحال اکوڑہ کی حاضری صرف دارالعلوم حقانیہ کے جلسہ کے لئے ہوئی۔ اس کی دعوت پر ہوئی۔ اور اس میں چوبیس گھنٹہ قیام رہا۔ اور اس کے پروگراموں میں پورا وقت صرف ہوا۔ اس دوران میں مولانا .... نے جامعہ میں حاضری کے لئے کئی بار فرمایا۔ مگر وقت نہیں تھا۔ اس لئے معذرت کرتا رہا۔ لیکن پیہم اصرار پر اتنا عرض کر سکا کہ واپسی میں روانگی کے وقت اسٹیشن جاتے ہوئے پانچ منٹ کے لئے جامعہ کی عمارت میں اتر کر دعا میں شرکت کروں گا۔ چنانچہ حسب وعدہ چونکہ واپسی کے وقت اسٹیشن کے راستہ میں جامعہ کی عمارت پڑتی تھی۔ احقر اترا جامعہ کے حضرات اساتذہ و طلبہ نے خیر مقدم فرمایا۔ اور سپاسنامہ بھی پیش فرمایا۔ جس کے جواب میں پانچ چھ منٹ میں احقر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے نصیحت کے طور پر چند کلمات بھی عرض کیے اور اسی وقت اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ جہاں دارالعلوم کے ذمہ دار اکابر پہلے سے موجود تھے۔ اس طرح یہ سفر پورا ہوا امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ والسلام۔ ۱۹/۱۱/۵۸ھ

(۱۸)

برخوردار طال عمرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے ہر طرح خیریت سے ہونگے روانگی کے وقت اسٹیشن پر جو وعدہ کیا تھا، یاد ہوگا۔ لیکن ایفاء کی توفیق نہ ہوئی۔ جامعہ اسلامیہ والوں کا کارنامہ نظر سے گزرا دارالعلوم اسلامیہ لاہور کی خصوصی دعوت پر جانا ہوا۔ تو ترجمان اسلام کا وہ پرچہ ساتھ لیتا گیا۔ قاری طیب صاحب دام لطفہٗ کو دکھلایا تو حیران ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کا تدارک ضروری ہے۔ فرمایا کہ کیا صورت ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں چند سوالات لکھتا ہوں۔ آپ اس کا جواب تحریر فرما دیں۔ تو کسی اخبار کو روانہ کر دیا جائے گا۔ آپ نے اس کو پسند فرمایا۔ چنانچہ آپ نے جواب مرحمت فرما دیا۔ جو کہ سوال وجواب کی شکل میں ترجمان اسلام میں مطلع الحق کے فرضی نام سے شائع کرا دیا گیا ہے۔ اصلی جواب میرے نام مرحمت فرمایا ہے۔ جو کہ بغرض ثبوت آپ کو روانہ کر رہا ہوں۔ اپنے والد ماجد مدظلہٗ کی خدمت میں پیش کریں۔ اور میرا سلام بھی عرض کر دیں۔ اور دعا کی درخواست بھی پیش کریں۔ اور اپنی خیریت اور دیگر ضروری حالات سے مطلع فرماتے رہیں۔ آپ کو لکھنے کی عادت ہو جائے گی۔ اس جواب پر جامعہ اسلامیہ والوں کے تاثرات بھی ضرور تحریر فرما دیں۔ فرضی نہ ہوں، واقعی ہوں۔ آپ کے نہ ہوں، بلکہ ان کے ہوں۔

واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ بندہ محمد نعیم عفی عنہٗ
خطیب جامع مسجد، منڈی بہاؤالدین ۱۵/۱۱/۵۸ھ

(۱۹)

حضرت المحترم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ نے مشرف فرمایا۔ جو باعث تسلی و طمانیت ہوا۔ آنمحترم کی توجہ فرمائی کا بہت بہت شکر گزار ہوں۔ میرے سابقہ عریضہ میں جس گرانی کا اظہار کیا گیا تھا۔ وہ درحقیقت ...... آپ کی اجازت یا ایماء سے اخبارات میں گئی ہوگی۔ اور وہی بات گرامی نامہ سے واضح بھی ہو گئی کہ یہ رپورٹ آپ کے معائنہ اور اذن سے بالا بالا بھیجدی گئی۔ بہرحال اس گرامی نامہ سے تسلی ہوئی اور میں ان پرچوں کا منتظر رہوں گا جس کے ارسال فرمانے کی طرف گرامی نامہ میں ایما فرمایا گیا ہے۔ حق تعالیٰ جناب کے مراتب بلند فرمائے امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ والسلام ...... عزیز سالم سلمہ الحمد للہ، بعافیت ہیں۔ ان کا سلام قبول فرمایا جائے۔ جناب نائب مہتمم صاحب اور مولانا معراج الحق صاحب بھی اس وقت یہیں تشریف فرما ہیں۔ سلام کہتے ہیں ۱۲/۱۱ھ

(۲۰)

حضرت المحترم زید مجدکم

سلام مسنون نیاز مقرون۔ گرامی نامہ نے مشرف فرمایا۔ تبریک حج کا شکر گزار ہوں۔ حق تعالیٰ مبارک باد دینے والے بزرگوں کو سلامت باکرامت رکھے آپ ہی جیسے بزرگ فضلائے دیوبند کا نام روشن ہے۔ حق تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمادیں۔ اور آپ کی علمی اور عملی مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے آمین

آپ سے ملنا خود سعادت ہے۔ اور سعادت کا خواہاں کون نہیں۔؟

مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ، کل کراچی کے قصد سے روانہ ہو رہا ہوں دس پندرہ دن کراچی ہی میں قیام رہے گا۔ دو چار دن ڈیرہ غازی خاں اور دو ایک دن لاہور وغیرہ میں بھی تین مقامات درج ہیں۔ معلوم نہیں کہ نومبر میں ذیقعدہ ملے یا نہ ملے۔ مل گیا تو جلسہ میں حاضری کی سعی کروں گا۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت

ہوگا۔ حضرات اساتذہ واراکین مدرسہ کی خدمت میں سلام مسنون۔

والسلام۔ ازدیوبند۔ ۴/۳/۷۸ھ

(۲۱)

محترم المقام زیدمجدکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرصہ سے آپ کا خط نہیں آیا۔ اور میں پھر اپنے کثیر مشاغل کی وجہ سے آپ کو خط نہیں لکھ سکا۔ بہرحال امید ہے کہ آپ مع الخیر ہوں گے۔ اور اطمینان کے ساتھ اپنے مشاغل میں لگے ہوئے ہوں گے دارالعلوم کی طرف سے کلکٹر ضلع سہارنپور کے یہاں ان پاکستانی مدرسین کو دیوبند بلانے کے لئے اجازت نامہ کی درخواست دی گئی ہے۔ جنہیں دارالعلوم نے واپس بلانے کی تجویز کی ہے۔ امید ہے کہ جلد ہی یہ اجازت نامہ آجائے گا۔ آپ اس کے ذریعہ پاکستان سے پرمٹ حاصل کرسکتے ہیں۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ دارالعلوم میں الحمد للہ خیروعافیت ہے۔ اپنی خیریت سے اطلاع دیجئے۔ والسلام۔ ۱۸/۷/۶۸ھ

(۲۲)

حضرت المحترم زیدمجدکم السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی بعض محرکات کے تحت جس کی طرف مسلکی مقالہ کی تمہید میں اشارے کیے گئے ہیں۔ یہ مقالہ سپرد قلم کیا گیا ہے۔ جو علماء دیوبند کے مسلک[1] سے متعلق ہے۔ ظاہر ہے، کہ مسلک شخصی اور انفرادی چیز نہیں، بلکہ جماعتی بات ہے۔ اور تحریر مسلک میں کسی فرد پر نہیں بلکہ پوری جماعت کے دینی رخ پر حکم لگایا گیا ہے۔ اس لئے یہ تحریر اسی وقت قابل اشاعت ہوسکتی ہے۔ جب جماعت کے اہل الرائے اور اہل بصیرت وفکر حضرات اس کے بارہ میں اظہار خیال فرمادیں۔ اس لئے یہ مقالہ ارسال خدمت گرامی کرکے مستدعی ہوں کہ اسے سرسری نظر سے نہیں بلکہ ناقدانہ طریق پر گہری نظر سے ملاحظہ فرمالیا جائے۔ اور اس میں جو کمی بیشی یا ترمیم وتنسیخ ذہن سامی میں آئے بے تکلف فرمادی جائے۔ حاشیہ اسی لئے کافی چھوڑا گیا ہے۔ نیز اصل موضوع تحریر یعنی خود مسلک کے بارے میں بھی جو پہلو رہ گیا ہو یا تشنہ ہو اس کا بھی اضافہ فرمادیا جائے۔ یہ اصلاح وترمیم بندہ کے حق میں سعادت وعزت اور جماعت کے حق میں ایک بڑی خدمت ہوگی۔ جس کی اس وقت ضرورت ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی گذارش ہے۔ کہ اگر یہ مضمون بحیثیت مجموعی صحیح اور قابل قبول ہو تو چند سطریں بطور توثیق وتصویب الگ سے بھی تحریر فرمادی جائیں۔ جو مقالہ کے ساتھ شائع کی جائیں گی تاکہ یہ واضح ہوجائے کہ مقالہ کا یہ بیان کسی کی شخصی اور انفرادی رائے نہیں۔ بلکہ علماء دیوبند کا متفقہ مسلک ہے۔ اور پھر تحریر آنے والی اعلیٰ نسل کے لئے حجت وبرہان اور معیار کا کام دے سکے۔ اگر تاریخ وصولیابی سے پندرہ بیس دن کے اندر اندر جواب گرامی وصول ہوجائے تو بہتر ہے۔ غیر موقت انتظار دشوار اور مخل کار ہوگا۔ امید ہے کہ مزاج سامی بعافیت ہوگا۔

والسلام۔ ۱۸/شوال ۱۳۸۲ھ

(۲۳)

حضرت المحترم المخدوم زیدت معالیکم

سلام مسنون، نیاز مقرون۔ مکرمت نامہ باعث شرف سرفرازی ہوا۔ آپ حضرات سے زیادہ میں زیارت احباب کے لئے بے چین ہوں۔ ویزہ ملنے کی کوئی توقع نہ تھی۔ قضاوقدر سے مل گیا۔ تو صرف دس دن کا ملا۔ لاہور میں دس بیس دن اور اضافہ ہوگئے۔ جس سے کراچی کے عزیزوں میں آسکا۔ اب توسیع مزید کی سعی کررہے ہیں۔ اگر یہ توسیع ہوگئی تو مولانا عبیداللہ[2] صاحب اور احقر خود پروگرام بنارہے ہیں کہ اکوڑہ اور بالاکوٹ چلیں گے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمادیں۔ کراچی سے بظاہر ۱۲/جولائی کو روانگی ہوگی۔ اور وہاں سے جناب کے یہاں کا پروگرام بنے گا۔ بشرطیکہ ویزہ مل گیا۔ اور ساتھ ہی پاسپورٹ کی مدت میں بھی اضافہ ہوگیا۔ کیونکہ پاسپورٹ ہی ۵/اگست ۱۹۶۸ء کو ختم ہورہا ہے۔ اس لئے دو کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اور آئندہ کے یہ سارے پروگرام اس توسیع پر موقوف ہیں۔

آپ کی علالت سے فکر ہے۔ حق تعالیٰ آپ جیسے مفاتیح خیر حضرات کو تادیر زندہ سلامت رکھے اور آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

تقریروں پر کچھ احقر نے اور کچھ احوال نے پابندیاں عائد کی ہوئی ہیں۔ چنانچہ اب تک لاہور کراچی میں کسی جلسہ میں شرکت کی نہ تقریر کی بظاہر یہی صورت حال وہاں کی حاضری کی صورت میں بھی رہے گی۔ میں اب کچھ کمزور بھی ہوگیا ہوں اس لئے اس سے بچنا کچھ عمر کا بھی تقاضا ہے۔ اور اب تو ہر جھگڑے سے بچنے اور علیحدہ رہنے ہی کو دل بھی چاہتا ہے ؎

دریں زمانہ رفیقے کہ خالی از خلل است　　صراحی مئے ناب وسفینۂ غزل است

---

[1] صحابہ کرامؓ، تصوف صوفیاء، فقہ اور فقہاء حدیث اور محدثین وکلام اور متکلمین، سیاست اور خلفاء کے بارہ میں علماء دیوبند کا مسلک کیا ہے؟ بالفاظ دیگر دیوبندیت اور قاسمیت کیا چیز ہے اس مقالہ میں اس کی تشریح وتوضیح حکیم الاسلام مولانا محمد طیب مدظلہ نے اپنے مخصوص حکیمانہ رنگ میں فرمائی اور کتابی شکل میں اشاعت سے قبل استصواب اور اظہار رائے کے لئے علماء دیوبند کے مشاہیر کو یہ مقالہ بھیجا گیا۔ بعد میں یہ مقالہ پاکستان وغیرہ میں کتابی شکل میں بھی شائع ہوا حضرت قاری صاحب مدظلہ نے مقالہ کے اختتام میں علامہ اقبال کا ایک جامع اور بلیغ جملہ نقل کیا ہے۔ جو بقول مقالہ نگار مسلک دیوبندیت کی صحیح تصویر کھینچ دیتا ہے۔ علامہ اقبال سے کسی نے پوچھا کہ دیوبند کیا کوئی فرقہ ہے؟ کہا نہیں، ہر معقول پسند دیندار کا نام دیوبندی ہے۔ اقبال مرحوم کے اس جملہ کی جامعیت کا اندازہ مسلک دیوبند پر مشتمل یہ مقالہ دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے (س)

[2] مولانا عبیداللہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور ابن حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری قدس سرہٗ۔ (س)

دوسرے مقصود اصلی زیارت احباب و بزرگان ہی ہوگا۔ سو اس میں تقریر دل سے وہ مفاد بھی حاصل نہیں ہوگا۔ کاش ! اس موقعہ پر حضرت مولانا عزیز گل صاحب کی زیارت بھی میسر آجاتی۔ ان سے ایک قلبی تعلق ہے۔ اس لئے دل میں قدرتی تقاضا پیدا ہوتا ہے۔ اگر احقر کی حاضری مقدور ہو۔ تو خط یا تار سے اطلاع دوں گا۔ اس موقعہ پر اگر مولانا بھی تشریف لے آویں۔ تو سبحان اللہ ورنہ کوشش کریں گے۔ کہ وہاں کا ویزہ مل جائے۔ سب اکابر جامعہ اور شہر کے دوستوں اور بزرگوں کو سلام مسنون حافظ انوار الحق سلمہٗ[1] سے لاہور میں ملاقات ہوگئی تھی۔ مل کر خوشی ہوئی۔ حق تعالیٰ انہیں سعادتِ دارین سے نوازے۔ اور ماں باپ کے دل کی ٹھنڈک ثابت ہوں۔ والسلام (موصولہ یکم اگست ۱۹۶۸ء)

(۲۴)

حضرت المخدوم المعظم مخدومی حضرت مولانا عبدالحق صاحب دام مجدہٗ زیدت مکارمکم
شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ زادہا اللہ افادۃً

سلام مسنون نیاز مقرون۔ کل جامعہ حقانیہ کا رسالہ ملا[2]۔ پڑھا۔ اس ناچیز اور ناکارہ کے بارے میں مضمون متعلقہ میں جو وقیع الفاظ تحریر فرمائے گئے ہیں وہ حوصلہ افزائی کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ ورنہ یہ ناکارہ کس قابل ہے۔ بزرگوں کا محض حسنِ ظن ہے۔ حق تعالیٰ اس ظن کے مطابق اس نالائق کو بنا دے۔ البتہ دارالعلوم کے بارے میں جو کچھ تحریر فرمایا گیا ہے۔ وہ ایک حقیقت واقعہ ہے اللہ تعالیٰ صاحب مضمون کو درجات عالیہ دارین میں عطا فرمائے۔ انشاء وادب بھی ماشاء اللہ زبان اور سلاست بیان کے بارے میں بھی قابل قدر اور لائق صد تحسین ہے۔ یہ مضمون لوگوں کو اتنا پسند آیا کہ رسالہ مجھ سے چھین کر لے گئے اور میں اس دستاویز نجات سے خالی رہ گیا۔ اس لئے درخواست ہے کہ اگر اس رسالہ کی دو تین کاپیاں مزید ارسال فرما دی جائیں تو عین لطف و کرم ہوگا۔ اور لوگ بھی اس کے خواہش مند نظر آتے ہیں، انہیں بھی دکھلا اور دے سکوں گا۔ جناب محترم کا تقریری مضمون بھی سب نے پڑھا جو پشاور میں درس قرآن کا افتتاح فرماتے ہوئے القاء فرمایا گیا ہے۔ سبحان اللہ علم کا ذخیرہ ہے اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو بایں افادہ و تعلیم تادیر زندہ و سلامت رکھے۔ اور اپنے دین کی خدمات اس سے زیادہ لے۔ آمین۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ میری حاضری اکوڑہ انشاء اللہ ضروری ہے۔ یہاں اعزّہ کے کچھ معاملات درپیش ہیں جس کی تکمیل کے لئے سب عزیزوں نے مجھے روک رکھا ہے۔ ورنہ دل شوق اور داعیہ یہ ہے کہ جلد سے جلد حاضر خدمت ہوں، دعا کی درخواست ہے۔ مولوی سمیع الحق صاحب کو سلام مسنون دعاء مقرون۔ والسلام

(۲۵)

حضرت المحترم المعظم دامت معالیکم۔

سلام مسنون نیاز مقرون۔ مکرمت نامہ نے سرفراز فرمایا۔ آپ حضرات سے ملنے کو اتنا ہی دل تڑپتا ہے۔ جیسا کہ پیاسے کا دل پانی کے لئے تڑپ سکتا ہے حاضری میں دیری کسی تساہل کی بنا پر نیز مع مجبوری کی بنا پر ہے۔ ایسے پابند لوگوں پر کسی جلسہ کا توقف سوائے اس کے کہ آپ حضرات کی محبت و خلوص کا مرقع ہے۔ اور کیا عرض کیا جا سکتا ہے۔ میرے لیس میں ہو تو میں اڑ کر حاضر ہو جاؤں اس کے سوا جو تاریخیں تجویز فرمائی گئی ہیں وہی تاریخیں بمبئی میں میرے نواسہ کی شادی میں ہم سب اہل خانہ جانے والے ہیں۔ اس لئے رجب کا پہلا عشرہ اس میں لگے گا۔ لیکن اس کے باوجود اگر ویزہ لیس کا ہوتا تو میں خود تاخیر کے لئے عرض کرتا۔ اس لئے جلسہ میں احقر کی دعا ہی شرکت کر سکتی ہے اگر خدا تعالیٰ نے کسی موقعہ پر حاضری سہل فرمادی تو میں حاضر ہو کر مستقل جلسہ کر لوں گا۔ صاحبزادہ سلمہٗ کو دعا و سب حضرات اساتذہ کی خدمات میں سلام مسنون۔ اللہ تعالیٰ جلسہ کو کامیاب فرمائے۔ جلسہ میں اگر پرسانِ حال حضرات آئیں تو میرا سلام پکار دیا جائے۔ عزیزان سالم و اسلم سلام عرض کرتے ہیں۔ ۲۔۲۔۹۳ھ

(۲۶)

حضرت المحترم المخدوم زیدت معالیکم

سلام مسنون نیاز مقرون۔ گرامی نامہ بجواب عریضہ احقر صادر ہو کر موجب سعادت و برکت ہوا۔ لیکن اس والا نامہ میں خبر وحشت اثر انتقال پر ملال صاحبزادی[3] صاحبہ سے بے حد قلق و صدمہ ہوا۔ اور اس میں اضافہ خورد سال بچی[4] کا بے ماں کے رہ جانے سے ہوا۔ حق تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام بلند نصیب فرمائے۔ اور اس کی نشانی اس بچی کو زندہ سلامت رکھے۔ اور خوش نصیب بنائے ——— اولاد اور اس میں یتیمی بچی کا اور اس ——— حالت میں گذر جانا حقیقتاً ناقابل برداشت صدمہ ہے۔ لیکن حق تعالیٰ نے جو علم و فضل اور اخلاق بلند جناب کو عطا فرمائے ہیں۔ وہی اس موقع پر جناب کے لئے اور سب پسماندوں کے لئے وجہ تسلی ہو سکتے ہیں

(باقی ص ۴۷۷ پر)

---

[1] راقم کے تیسرے بھائی حافظ مولوی انوار الحق فاضل حقانیہ و ایم اے اسلامیات۔ مدرس دارالعلوم حقانیہ۔ (س)

[2] ماہنامہ الحق کے نقش آغاز شمارہ ستمبر ۶۰ء میں احقر راقم نے حضرت صاحب مکاتیب کے پاکستان آمد اور اس سلسلہ میں تقریر وغیرہ کی بعض بے جا پابندیوں پر ایک شذرہ لکھا جو حضرت کی نظر سے گذرا اس کی تحسین فرمائی۔ راقم کے بارہ میں کلمات محبت محض ذرہ نوازی اور اصاغر کی حوصلہ افزائی کا ایک نمونہ ہے۔ (س)

[3] ہمشیرہ مرحومہ کی وفات مورخہ ۲۲۔۲۳/ اکتوبر کی درمیانی شب پر یہ تعزیتی والا نامہ لکھا گیا۔ (س)

[4] عزیزہ ثمینہ جو پیدائش کے فوراً بعد والدہ کے سایہ سے محروم رہ گئی۔ الحمد للہ جناب عبدالرب ایڈوکیٹ کی اہلیہ اور بچوں کی ماں ہے (س)